Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

محمد عامر اقبال❀

پروفیسر عبدالحق کی اقبال شناسی: تحقیقی مطالعہ

Reflections of Prof. Abdul Haq: A Research Study

By *Dr. Muhammad Aamir Iqbal, Asst. Prof., Dept. of Urdu, University of Sialkot.*

Abstracts

Critical study broadens thought and criticism. Without studying the thought of Iqbal, a critical perspective cannot be awakened. Professor Abdul Haq has made invaluable contributions to Urdu language and literature, as well as Iqbaliyat. His insightful reflections have played a significant role in the field of criticism. His understanding clearly demonstrates that the Sheikh and the Brahmin are not only symbols of our poetic traditions but also represent two great civilizations. He regarded the art of writing as a sacred discovery of civilization. His thoughts and theories encompass a wide range of topics. He believes that expressing weakness is akin to death. By studying Iqbal's thought, we and our culture can achieve honor and elevation. He holds the view that if Iqbal's poetry is present alongside the Quran and the Hadith in Muslim households, our history will change. He has made remarkable efforts for the promotion of the Urdu language and the expansion of Iqbaliyat.

His services hold immense global significance. His contributions to the advancement of Urdu language and literature are highly valuable from many perspectives.

❀ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونی ورسٹی آف سیال کوٹ

Keywords: Thought, Critical, Reflections, Civilizations, History, Expansion.

تحقیق و تنقید کے امتزاج سے نئی اصطلاح "تحقید" ہمارے سامنے آتی ہے۔ فکر و تنقید کو لازم و ملزوم قرار دیا جاتا ہے۔ اس اصطلاح کے خالق "ڈاکٹر جمیل جالبی" ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کی زبان سادہ و سلیس، شگفتہ اور دل چسپ تھی۔ تنقید میں تشبیہات و استعارات کا استعمال، مناسب الفاظ اور عام بول چال کا انداز ان کے اسلوب بیان کی خصوصیات ہیں۔ عصر حاضر میں اس اصطلاح "تحقید" کا استعمال عام ہو رہا ہے۔ پروفیسر عبد الحق کا نام اردو زبان و ادب کے ساتھ ہی اقبالیات میں بھی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ پروفیسر عبد الحق کا وطن مولد پہاڑ پور ہے۔ جو اتر پردیش میں تحصیل مچھلی شہر ضلع جون پور کا ایک چھوٹا سا اور خوب صورت گاؤں ہے۔ آپ کا تاریخ پیدائش ۲مارچ ۱۹۳۹ ہے۔ آپ نے ۱۹۵۸ میں اسلامیہ انٹر کالج، گورکھپور سے بارہویں جماعت سے فارغ ہو کر گورکھ پور یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۰ میں بی اے کیا اور ۱۹۶۲ میں ایم اے اردو کیا۔ آپ نے ۱۹۶۵ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں جس نے ڈاکٹریٹ کے لیے اقبالیات کا انتخاب کیا اور "اقبالیات کا تنقیدی مطالعہ" کے عنوان سے تحقیقی نتائج پیش کیے۔ آپ نے ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں پڑھایا۔ ان کی تصانیف کا تحقیقی مطالعہ محققین کے قلب و نظر میں وسعت پیدا کرتا ہے اور تنقیدی نتائج کو وسعت فراہم کرتا ہے۔ پروفیسر عبد الحق کے افکار و نظریات کا تحقیدی مطالعہ اردو زبان و ادب، اقبالیات اور نظامِ لفظیات کو شائستگی فراہم کرتا ہے۔

پروفیسر عبد الحق کی شخصیت ہمہ جہت ہے۔ عالمی سطح پر وہ اردو زبان و ادب اور ماہرِ اقبالیات کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ جس طرح علامہ اقبال نے اپنی زندگی میں جد و جہد کو اپنا شعار بنا کر عروج کی طرف قدم بڑھایا ویسے ہی ان کی زندگی میں نئی صبحیں کروٹ لیتی ہیں۔ آپ اقبال کی شخصیت سے بے حد متاثر ہیں۔ اقبال کے پیغام کو عام کرنا اور لوگوں تک پہنچانا انھیں بہت پسند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریروں میں زندگی کی سچائی، خودی، فلسفہ عشق کے حقائق، انسانی عظمت و رفعت اور یادِ ماضی کی حقیقت کے ذریعے زندگی میں نئی اُمنگ پیدا کرنا، واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ وہ ایک ناقد، محقق اور ماہر اقبالیات کی حیثیت سے ملک اور بیرون ملک متعارف ہیں۔ آپ دہلی یونیورسٹی میں پروفیسر ایمرٹس ہیں۔ آپ نے شاعری کے امکانات کو انفرادی زاویے سے پرکھا اور نئے رجحانات کی نشان دہی کی۔ غزل کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں:

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
❄
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

> غزل کی سحر آفرینی سے شاید ہی کوئی شاعر بچا ہو۔ مشین و مفاد کے دور میں بھی غزل ہی فن کا معیار و منہاج ہے۔ اس کے سرودِ سحر سے مفکر شاعر کی دانش وری بھی محفوظ نہ رہ سکی۔ اگرچہ اقبال نے غزل کے نسب نامے کو اپنی شرائط پر تسلیم کیا۔ غزل روایات سے انحراف اور نئی تبدیلیوں کے استقبال کے ساتھ اقبال کے حریمِ فن میں داخل ہوئی۔ اقبال نے رنگ و آہنگ کے ساتھ شکل و شبیہ بھی بدلنے کی کوشش کی۔ انھوں نے غزل کے موضوعات اور اسالیب کو جہانِ ممکنات سے گراں بار کیا۔[۱]

پروفیسر عبدالحق نے شیخ و برہمن کو دو بڑی ثقافتوں کا ترجمان قرار دیا ہے۔ دونوں ہی اپنی ناقدری اور بے بسی پر غم زدہ ہیں۔ ایک مسجد کے اندر تو دوسرا مندر کی دہلیز پر رنجیدہ خاطر بیٹھا ہے۔ یہ دونوں کردار علامتیں بھی ہیں جو لازوال ہیں اور ہم انھیں دو اہم ثقافتوں کا ترجمان بھی کہہ سکتے ہیں۔ پروفیسر عبدالحق نے اردو زبان کی شائستگی، موضوعات اور کرداروں کی دل نواز صورت کچھ اس طرح پیش کی ہے:

> اردو کے علاوہ قومی اتحاد کی ترجمانی کسی دوسری زبان کا نوشتۂ تقدیر نہ بن سکی۔ بعض معتبر زبانوں میں قومی اتحاد کے شیرازے کو پارہ پارہ کرنے والی تخلیقات موجود ہیں۔ مگر اردو کا ادبی آئین و منشور غیر مذہبی اور باہمی محبت کا مجموعہ ہے۔ بلکہ عقیدہ وارادت کے ظاہری کردار پر سب سے زیادہ تنقید اردو میں ہی موجود ہے۔ شیخ، زاہد، واعظ کہیں اتنے مطعون نظر نہیں آئیں گے۔ حرم و دیر، کعبہ و سومنات، اذان و ناقوس کے یکساں احترام پر خاص توجہ دی گئی ہے۔[۲]

پروفیسر عبدالحق معروف اور معتبر ادبی شخصیت ہیں۔ آپ نے اقبال شناس شخصیات کی تحقیق کا تنقیدی جائزہ لیا اور شائقینِ اقبال کو تحقیق و مطالعے کی نئی راہوں پر گامزن کیا۔ آپ نے فکرِ اقبال کی شرحوں اور اداروں پر بھی تنقیدی نگاہ ڈالی۔ اس طرح تحقیق اور تنقید کے لیے نئے موضوعات نے جنم لیا۔ آپ کی رائے سند کا درجہ رکھتی ہے اس لیے آپ کی اقبال شناسی کا مطالعہ بہت اہم ہے۔ آپ کی تنقید اس صدی میں اقبالیات کو پروان چڑھانے کا باعث بنے گی۔ اقدار کی ترجمانی میں قلم کو ہر طرح کی کج روی سے پاک رکھا جانا بہت ہی اہم ہے۔ پروفیسر عبدالحق کی ناقدانہ رائے یہ ہے کہ:

> تفکیر کی حرمت سے تحریر پُر نور ہوتی ہے۔ فکرِ خام اشرفِ کائنات کو حیوان بنانے میں معاون

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

> ہوتا ہے جو قانونِ فطرت کے خلاف فکر و نظر کی فریب کاری کا فساد بھی ہے۔ تخلیق و تنقید کے تمام ذرائع جلوہ نمائے حق کے مصدر اور مظہر ہیں۔ ناچیز کی کوشش رہی ہے کہ اقدار کی ترجمانی میں قلم کو ہر طرح کی کج روی سے پاک رکھا جائے اور نظم باطل کی زیاں کاری سے ادب و دانش کو محفوظ رکھا جائے۔ کیوں کہ ہم ازل سے امروز تک حق و باطل کی کشاکشوں سے دوچار ہیں۔ آج کے فکری فشار میں تمام شعبہ ہائے علم و ہنر کے لیے قدر شناسی میں بنی نوع انسان کے اکرام و احترام کا واحد وسیلہ اور اقدار کی نگہداری کا حرفِ راز ہے۔[۳]

پروفیسر عبد الحق کی تصانیف و تالیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ انھوں نے اپنے مطالعے میں اقبال، غالب، شبلی اور رشید احمد صدیقی کو خاص طور پر شامل کیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے مخطوطہ شناسی اور ترجمہ نگاری پر بھی اپنی توجہ مرکوز کی۔ پروفیسر عبد الحق اپنی کاوشوں اور دلچسپیوں کی بدولت ادب کے ثقافتی اور فکری پہلو پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ آپ تنقید و تحقیق پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ:

> ادب کو اس کے تہذیبی پس منظر میں الگ کر کے نقد و انتقاد کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ فن پارے کی پرورش ثقافتی قدروں کے احترام کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ اس سے غذا اور فروغ بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ دنیا کی تخلیقی ہنر مندی کا آفاقی پہلو ہے جس پر شبلی نے پہلی بار بھرپور توجہ دی۔[۴]

پروفیسر عبد الحق اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی کے مشاورتی کمیٹی کے رکن ہیں۔ سری نگر کی اسلامی یونی ورسٹی آف سائنس اور ٹیکنالوجی نے آپ کو Adjunct Professor کے امتیاز سے نوازا۔ اقبال اکیڈمی (ہند) کے نائب صدر ہیں اور تن دہی سے اکیڈمی کے کام انجام دے رہے ہیں۔ انھوں نے طلبا اور اساتذہ کے ایک حلقے کو اقبال پر لکھنے اور پڑھنے کا شوق دلایا ہے۔ اقبال اکیڈمی لاہور نے انھیں ادبی مشاورتی کمیٹی میں ممبر بھی نامزد کیا۔ انقلاب آفریں تاثرات نے آپ کے افکار کو معتبر بنا دیا۔ کہتے ہیں:

> انقلاب سب سے پہلے درونِ دل پیدا ہو یا فکر و خیال میں ہلچل پیدا کرے۔ یہ پہلی صورت یا زاویہ ہوگا۔ تصورات میں تبدیلی پیدا کرنے اور خیال کو مہمیز کرنے کا عمل پہلے وجود میں انگڑائی لے۔ جان و تن سے انقلاب کی شورش کا آغاز ہو۔ اس کے لیے وجود کے آتش کدے کو روشن کرنا پڑے گا۔[۵]

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
❄
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

من کی دنیا میں افرنگی کا راج نہیں۔ من کی دنیا میں شیخ و برہمن بھی انفرادی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہی سراغِ زندگی ہے اور حاصلِ حیات بھی یہی ہے۔ جمعیتِ آدم کا یہ سبق انتہائی نتیجہ خیز ہے۔ جمعیتِ آدم کے حوالے سے آپ رقم طراز ہیں:

> وجود کے عرفان میں میرے اور تیرے کا احساس مزاحمتوں کا سبب ہے۔ اسوۂ زندگی کا یہی سب سے تابناک پہلو ہے، جس کے لیے تاکید کی گئی تھی کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔ یا صحفِ سماوی کا ارشاد کہ فطرۃ اللہ پر تخلیقِ آدم کا انحصار ہے۔ اقبال اس لیے خاکِ جنیوا یعنی اقوام متحدہ سے قوموں کی یکجائی نہیں وحدتِ آدم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اقبال اس خیال سے بھی پرے وحدتِ فکرِ انسانی پر توجہ دیتے ہیں جو من و تو کی زائیدہ ہونے کے باوصف من و تو سے پاک ہے۔ یک جہتی کی یہ فکری تعبیریں اقبال کے توسط سے ہمیں شرف یاب کرتی ہیں۔[۶]

پروفیسر عبدالحق ہندوستان کے سب سے پہلے طالب علم ہیں جنھوں نے اقبال پر سب سے پہلے پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ قلم بند کیا۔ اس لیے علامہ اقبال ان کا اختصاص اور ان کی شناخت بن گئی ہے لیکن علمی، تحقیقی اور ادبی سرگرمیوں میں وہ تحقیق و تنقید، مخطوطات شناسی اور دوسرے ادبی موضوعات پر بھی دسترس رکھتے ہیں۔ اس کا اندازہ ان کی نگرانی میں تحقیق کرنے والے طلبا و طالبات کے موضوعات اور تصانیف سے لگایا جا سکتا ہے۔ انقلاب اور احتجاج کے لیے جس قوت کی ضرورت ہے اس کے عناصرِ ترکیبی کا بیان آپ کے افکار میں کچھ اس طرح نظر آتا ہے:

> قومی یکجہتی کا تقاضا تھا کہ انگریزی اقتدار کے خلاف سب متحد ہو جائیں اور گراں خوابی سے باز آئیں۔ آتش بہ جاں ہو کر آزادی حاصل کریں۔ جاگو، اٹھو، تیار ہو، پھونک ڈالو، برہم کردو، لہو گرم رکھو، خونی کفن پہنو، تیشہ و تیر سے کام لو، شمشیر و سناں باندھو، مردانہ وار نہیں جی سکتے تو مردانگی کی موت قبول کرو۔ ایسے شور انگیز شعری خطابات صرف اقبال کے یہاں موجود ہیں۔ خیز، برخیز، رستاخیز، برفشاں، پیہم دواں، ہر دم جواں، ہشیار، بیدار صرف شعری تلازمے نہیں ہیں۔ یہ انقلاب و احتجاج کے ساتھ بغاوت کے فراواں احساس کی علامتیں ہیں۔ کیونکہ پوری دنیا افرنگ کی چنگیزی سے جہنم بنی ہوئی تھی۔[۷]

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

پروفیسر عبدالحق شاہراہ اقبالیات اور اردو ادبیات کے ایک اہم ستون تسلیم کیے جاتے ہیں۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی محنت، لگن اور لیاقت کی بنا پر اپنا نام کمایا، ان کی شخصیت میں کسی طرح کا تصنع نہیں ہے۔ شاعری میں فکر کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے پروفیسر عبدالحق نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ:

> زبان دانی اچھی شاعری کی دلیل ہے یا اس سے ماسوا اور ملاوبھی کوئی چیز ہے؟ بقول اقبال کہ لغت کے پھندوں میں جو گرفتار ہے وہ اچھی شاعری کی دلیل نہیں ہوا کرتی اگر یہ ہوتا تو بہت شعرا صرف لغت کی بنیاد پر اچھے شاعر ہوتے لیکن ان الفاظ کے پردوں میں اگر فکر پنہاں نہ ہو، فکر کی ارجمندی اور بلندی سے شاعری بلند ہوتی ہے اگر فکر ہی نا تمام ہے، ادھوری ہے یا اس میں بلوغت یا بلاغت نہیں ہے تو شاعری لفظوں کے سہارے نہیں چل سکتی اقبال نے تو بار بار اقرار کیا ہے کہ فکر کے شایان شان الفاظ بھی ہوں تب دونوں میں ایک مشابہت ہوتی ہے۔[۸]

پروفیسر عبدالحق نے جس محنت، سنجیدگی اور جانفشانی سے دنیا کے مختلف کتب خانوں کے قلمی نسخوں کی تلاش کی اور سب کے تقابلی مطالعے کی بنا پر "دیوان زادہ" کو مرتب کیا وہ قابل داد علمی کام ہے۔ بے شک وہ سرسید اور محمود شیرانی کی قائم کردہ روایت کے امین ہیں۔ شعریات کے بارے میں آپ نے کہا کہ:

> شعری اظہار میں رمز و ایما کے ساتھ ابہام و ایہام کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ برہنہ گفتاری ہی گویائی کی منہاج نہیں ہے۔ انسانی امن کی کج ادائی تحقیق میں شاید سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے۔ تحریر میں متعین مفاہیم کے ساتھ دوسرے تصورات کا جہانِ معنی پنہاں ہوتا ہے۔ جو قاری کے بہ قدرِ ظرف ہاتھ آتا ہے۔ حقیقت سے مجاز اور مجاز میں حقیقت کی تصویر فروزاں ہوتی ہے۔ تصوف کی اس تعلیم میں بڑی دل کشی تھی۔ اقبال جیسا مفکر شاعر بھی مدتوں اس کے دامنِ سحر سے دست بردار نہ ہوسکا۔[۹]

پروفیسر عبدالحق اقبال کی شاعری اور نثر میں کئی منفرد پہلو تلاش کرتے ہیں۔ اقبال کا کلام عصری واقعات اور حادثات کا جامِ جہاں نما ہے۔ آپ نے اقبال کو ایک عالمی منظرنامے کا خالق قرار دیا۔ آپ نے اقبال کی تمام تصانیف کو محفوظ کرنے کی خبر دی اور ان میں تحریف سے منع فرمایا۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ اس دوران

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025 ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

کوئی بھی تنقیدی تخلیق سامنے آئے تو اس کی تعریف و تبصرے میں آپ نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ اس تعریف میں تاریخ کا انتساب جلوہ گر دکھائی دیتا ہے۔ لکھتے ہیں:

> ہماری صفوں میں علم و ادب شناسی کے گہرہائے گراں مایہ موجود ہیں۔ نقوی صاحب رو برو نہیں ہیں بلکہ بہت دور ہیں۔ ورنہ گلے لگاتا اور تہنیت پیش کرتا کیونکہ مولانا علی میاں کے بعد یہ کسی عالمِ دین کی اقبال شناسی کی خوش گوار کوشش ہے۔ اقبالیاتی مطالعے میں علمائے کرام کی خدمات سے کسی قیمت پر صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔ وہ اردو کے اکیلے تخلیق کار ہیں جن پر اکابرین علما نے توجہ دی ہے۔ سید سلیمان ندوی، ابوالاعلیٰ مودودی، عبد السلام ندوی، ابوالحسن علی ندوی کی تحریریں ناگزیر حیثیت رکھتی ہیں۔[10]

پروفیسر عبد الحق نے اپنی تخلیقات میں اقبال کے افکار کی ترجمانی کی ہے۔ آپ کے نزدیک اقبال نے شعر کو فکر کی اس عظمت سے روشناس کیا جو تخیل کے پرواز کی عام گزرگاہ نہیں فکر ایک مجرد شے تھی یہ اقبال کا کمال ہے کہ اسے جذبہ اور احساس بخشا۔ پروفیسر موصوف نے فکر و شعر کے ارتباط اور آہنگ کو خاص طور پر مدنظر رکھا۔ آپ کا خیال ہے کہ نوجوان نسل کو تخلیق میں دل بری کی صفت پیدا کرنی چاہیے۔ افسانہ نگاروں اور شعرا کرام کو نصیحت کرتے ہوئے پروفیسر عبد الحق نے لکھا ہے کہ:

> ہر وہ شے جس سے فسادِ خلق ہی نہیں فکر و شعور میں انحطاط پیدا ہو وہ مذموم ہے۔ سماج کو کثافتوں سے دور رکھ کر ہی بستیاں خوش حال ہو سکتی ہیں اور زندگی کو لطف و لذت سے لبریز کیا جانا ممکن ہے۔ مقاصدِ حیات کے یہ تعینات اسلاف نے مرتب کیے تھے۔ اس پر کاربند رہنا اور فروغ دیتے رہنا ہی نسلوں کی ذمے داری ہے۔ آج کا عصری مزاج درہم برہم ہے۔ انسان ہی نوعِ انساں کا شکاری بنا ہوا ہے۔ آدمیت کا احترام عنقا ہے اور فکر و نظر کا سکون ناپید ہے۔ غرض ہر طرف ایک خونچکاں منظر ہے۔ ان حالات میں تخلیق و تحریر کی ذمے داریاں خونِ جگر کی طلب گار ہوتی ہیں۔[11]

پروفیسر عبد الحق تصنیف و تخلیق میں دیانت داری کے قائل ہیں۔ آپ کا تبصرہ اور تنقیدی تفکر مصنفین کو اصل منزل کی شناخت سے دوچار کرتا ہے۔ آپ نے کبھی لگی لپٹی بات نہیں کی۔ جو کہا سچائی کے راستے منور کرنے کے لیے کہا۔ آپ کے بارے میں یہ رائے بالکل درست ہے کہ:

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

> پروفیسر عبدالحق صالح، صحت مند اور مثبت فکر کے پیکر ہیں۔ اعتدال پسندی ان کے مزاج کا خاصہ ہے۔ غلط اور گمراہ کرنے والے تصورات کے خلاف ان کی بے باکی کے سبھی معترف ہیں۔[۱۲]

پروفیسر عبدالحق نے اردو زبان و ادب کی ہر صنف کو موضوعِ سخن بنایا ہے اور تنقیدی نتائج فراہم کیے ہیں۔ ان کے تفکرات میں ہماری ادبی ثقافت کی روح نعتِ پاک کی تخلیق سے معتبر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

> پیغمبر اعظم و آخرؐ کی شان میں ادبی صنف کا یہ عظمت و جلال اور دلکشی و رعنائی دنیا کی دوسری ادبیات میں موجود نہیں ہے تقریباً ہر زبان کا ادب اپنے مخصوص مذہبی پیشواؤں کی کسی نہ کسی طرح ترجمانی کر رہا ہے مگر آنحضرتؐ کی ذاتِ گرامی پر مسلمانوں جیسی دل گداز عقیدت عالمی ادب میں موجود نہیں ہے یہ ایک صنفِ تخلیق ہے اور تقریباً ہر شاعر نے گلہائے احترام پیش کیے ہیں گویا سیرت نگاری کی طرح نعت گوئی ہماری سخن شناسی کا امتیاز ہے اور تخلیق کا شاہکار بھی۔ عصرِ حاضر میں اس صنفِ ادب کو سب سے زیادہ مقبولیت اور شہرت ملی ہے۔[۱۳]

کسبِ کمال کے لیے پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان کا بے مثال قدم ان کی تصنیف "افکارِ اسلامی" ہے۔ رعنائی اور نگارِ فن سے آراستہ اقبال کے خطبات کا یہ ترجمہ تخلیقی اور تحقیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر انجام دیا گیا ہے۔ پروفیسر عبدالحق نے اس ترجمے کی مناسبت سے کہا ہے کہ:

> تقریباً بارہ سال قبل شہریاراں فیصل آباد میں ان سے نیاز حاصل ہوا۔ خطبات پر ان کی کتاب سے استفادہ کا موقع ملا۔ وہ جواں سال تھے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ خطباتِ اقبال کے مطالعے میں کہیں اس جواں بخت کے شب و روز، جوشِ خوں میں ضائع نہ ہو جائیں مگر ربِ جلیل نے ان کے دل و نظر کے سفینے کو سنبھال کر رکھا اور ساحل سے ہم کنار کیا۔ سورہ پڑھ کر ان کے ذوقِ علم کو آفریں باد کہتا ہوں اور علامہ کے فکر و فلسفہ سے قائم کردہ نسبتوں کو تہنیت پیش کرتا ہوں۔ اقبال شناسی کے قلم قبیلے میں خطبات کے تعلق سے وہ منفرد ہیں اور ہم ان کے پرتوِ علم سے مستفیض و مسرور۔[۱۴]

آپ کی اس حوصلہ افزائی سے کتنے ہی محقق ہیں جو تحقیق و تخلیق کی راہوں کے مسافر بنے ہیں۔ پروفیسر عبدالحق اردو زبان و ادب اور اقبالیات کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ آپ کے بین الاقوامی اسفار اس بات کا منہ

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

بولتا ثبوت ہیں کہ آپ اردو زبان و ادب اور اقبالیات کی ترویج و اشاعت کے لیے انتہائی خلوصِ نیت سے کوشاں رہے۔ آپ نے پاکستان، لیبیا اور ماریشس جا کر اردو زبان و ادب اور اقبالیات کو فروغ دیا۔ آپ نے اقبال کے افکار کو خالصتاً اقبال ہی کی نگاہ سے دیکھ کر اقبال ہی کے الفاظ اور انداز میں پیش کیا ہے۔ آپ قومی اور بین الاقوامی سطح پر بہت سی کانفرنسوں کی صدارت کر چکے ہیں اور سیمینار ہوں یا ویبنار، آپ کی شرکت سے یہ علمی و ادبی محفلیں حقیقی کے معتبر رتبے سے سرفراز ہوتی ہیں۔ آپ کی علمی و ادبی سچائی اور دیانت داری آپ کی شخصیت کا نمایاں وصف بن کر سامنے آتا ہے۔

پروفیسر عبدالحق کی شخصیت پر رشید احمد صدیقی کے اثرات نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ رشید احمد صدیقی کے تعارف میں آپ کہتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں تہذیب سے جنونِ عشق کی حد تک وارفتگی کا نام رشید احمد صدیقی ہے۔ رشید احمد صدیقی کی فکر و تحریر کا ہر پہلو اسی جذبے سے معمور و منور ہے۔ اردو سے عقیدت رکھنے والا یہ مجذوب صفت پیکر تخلیقی تاریخ میں منفرد اور غیر متبادل ہے۔ دردو درماندگی سے دوچار اردو ثقافت کی پُرسوز مسیحائی میں بھی کوئی ان کا حریف قلم نہ بن سکا۔ وہ بے مثل طنز و مزاح کے مالک و مصدر، لافانی و اسلوب نگارش کے ممتاز صاحبِ طرز ادیب اور نئی ادبی تنقید کے مبشر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی تمام تحریروں میں ثقافتی سوز و ساز کی روح موج رواں بن کر جاری ہے۔ قصہ جدید و قدیم سے بے نیاز اسلوب و انشا کے ابدی اقدار پر ایسی عبقری نظر کہیں اور نہیں ملتی۔ ان کی گزرگاہ خیال سے ہماری راتیں روشن اور دن کے اجالے نور فشاں ہوتے ہیں۔ پروفیسر عبدالحق فرماتے ہیں:

> رشید صاحب کی ہر تحریر کا تحفظ، وابستگانِ علم و ادب کے لیے ایک گراں قدر سرمایہ و ثروت ہے۔ یہ ہماری ثقافتی سرگرمیوں کا شہادت نامہ ہے جس میں نصف صدی کے خوں چکاں منظر اور مسرتیں ہماری جبینِ نیاز پر نقش و نگار بن کر آویزاں ہیں۔ یہ صرف انشاء، اسالیب یا طنز و تنقید ہی نہیں ہیں بلکہ مبعوث ملت کے ماضی و حال کے رواں دستاویز اور منفرد مفکر ادیب کی دانشورانہ تنزیل ہے۔[۱۵]

انسان اس کائنات میں حصولِ علم کے لیے سرگرداں رہتا ہے۔ وقت اور حالات نئے نتائج سامنے لاتے ہیں۔ یہ سلسلہ دراز رہتا ہے۔ علم و آگہی کا جاوداں سرمایہ فروغِ دانش کی نئی راہیں استوار کرتا ہے۔ نشترِ تحقیق کند ہو جائے تو کائنات کا نظام بھی جمود کا شکار ہو جائے اور فطرت کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ حقیقی کی راہیں بند ہو جائیں۔ تحقیق اور

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

تجسس انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ یہ ہر چیز کو عیاں دیکھنا چاہتی ہے۔ اس تلاش و جستجو پر تمام علوم کی ترقی کا انحصار ہے۔ عصرِ حاضر میں تحقیق کا وہ معیار و مرتبہ سامنے نہیں آتا جو پہلے کسی دور میں ہوتا تھا۔ اس رویّے سے تحقیق کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ مآخذات کی تلاش کے لیے سر گرداں ہو کر کامیابی کی راہیں استوار ہوتی تھیں مگر اب ایسا کم ہی دکھائی دیتا ہے کہ محقق کتب بینی کے لیے مستعد ہوں۔ اس حوالہ سے پروفیسر عبدالحق کے افکار و نظریات راہنمائی کے لیے دستیاب ہیں۔ تحقیق کی ناگوار صورتِ حال پر آپ کہتے ہیں کہ:

> تدوین کا معیار استثنائی صورتوں سے علاوہ زیادہ اطمینان بخش نہیں ہے۔ اس سے زیادہ تشویش ناک صورت حال یہ ہے کہ اب نئی نسل سنجیدہ توجہ سے محروم ہے اور اساتذہ کے دلوں سے بھی احساسِ محرومی جاتا رہا ہے۔ یہ انتہائی عبرت ناک کیفیت ہے جس سے تحقیق دو چار ہے۔ حالانکہ سبھی معترف ہیں کہ متون کی تصحیح و ترتیب کے بغیر ہماری تحقیق موثر اور قابل ذکر نہیں ہو سکتی اور نہ ہی تنقید کی فلک بوس عمارت قائم رہ سکتی ہے۔ اسلوب و آہنگ کے ساتھ افکار و نظریات پر بھی کوئی گفتگو نہیں کی جا سکتی۔ تمام علمی فتوحات کا مدار متن کے معیار و منہاج پر قائم ہے، اسے نظر انداز کر کے تنقید و تفہیم کی کوشش سرخرو نہیں ہو سکتی۔[۱۶]

پروفیسر عبدالحق نے اپنی تصانیف میں بہت سی شخصیات کے فکر و فن پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ آپ مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت اور فن کے معترف نظر آتے ہیں۔ آپ نے عصری تناظر میں مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار کا دل افروز منظر نامہ بھی پیش کیا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے قلمی جدوجہد میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ ایسے مجاہد تھے جس کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی۔ آپ جید عالم تھے۔ آپ نے صحافت کا قبلہ درست کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ شعلہ بیان خطیب تھے۔ انگریز کے ہندوستان سے رخصت ہو جانے کے بعد آپ ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ "ترجمان القرآن"، "تذکرہ" اور "غبارِ خاطر" آپ کی عمدہ ترین تخلیقات ہیں۔ ادبی ماہرین نے اپنے فن پاروں کو سجانے کے لیے جو ہنر آزمائے ہیں اُن سے نثر میں نیا رنگ ابھر کر آیا ہے۔ ایسا ہی رنگ ابوالکلام آزاد کی نثر میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ آپ نے " غبارِ خاطر" لکھ کر نثر کو جو رنگ و آہنگ عطا کیا وہ بالکل نیا تھا اور اس سے پہلے اس رنگ کی جھلک بھی نظروں سے نہ گزری تھی۔ آپ نے کبھی فلسفی ہونے پر زور نہ دیا اور نہ ہی خود کو نظریہ ساز مفکر قرار دیا مگر یہ ضرور ہے کہ آپ نے نئے ذہن کی ترویج کا نیا راستہ ضرور دکھایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدرت نے آپ کو جو بصیرت عطا کی تھی وہ سمجھنے اور بوجھنے کے زیور سے آراستہ تھی۔

Bi-Annual URDU ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025 ISSN: 2708-1915 (Online)

ابوالکلام آزاد کے علم و شخصیت نے ہندوستان میں جدید اسلام کی تشکیل کے لیے سرسید احمد خاں اور اقبال کا انداز اختیار کیا۔ آپ نے ۱۹۱۲ء میں کلکتہ سے "الہلال" جاری کیا۔ اس مجلّے نے صحافت کی دنیا میں نہ صرف نام کمایا بلکہ سند و تصدیق کا درجہ حاصل کیا۔ جہاں تک اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد کے ذہنی رشتوں کی بات ہے تو ان میں کئی جگہ مماثلت پائی جاتی ہے۔ اقبال کے خطوط میں بھی مولانا کا ذکر نظر آتا ہے اور بہت سے معاملات کی تفسیر و تشریح میں ایسا ہی عمل دیکھا جا سکتا ہے۔ پروفیسر عبدالحق لکھتے ہیں:

> علامہ اقبال نے رموزِ بے خودی میں ایک باب بعنوان "مقصودِ رسالت محمدیہ تشکیل و تاسیس و مساوات و اخوتِ بنی نوعِ آدم است" قائم کیا ہے۔ مولانا آزاد کی فکر کا ایک اہم نکتہ اسی استحصال، یا تشدد کے خلاف اعلانِ جنگ ہے جو مختلف ادوار میں عصری واقعات کے سیاق میں کبھی طرابلس کے حملہ آوروں کے خلاف کبھی ملک کی غالب طاقتوں کے خلاف اور کبھی تاریخ میں سرزد ہونے والے واقعات کے خلاف ظاہر ہوتا رہا ہے۔[۱۷]

پروفیسر عبدالحق نے خواتین کے مساویانہ حقوق کے حوالے سے بات کرتے ہوئے اس مسئلے پر بھی توجہ دلائی ہے اور تعلیم کے مسئلے پر بھی روشنی ڈالی ہے جس میں مشرق اور مغرب کی تفریق بے سود ہے۔ تحریکِ آزادی کے لیے جو کوششیں کی گئیں پروفیسر عبدالحق نے اقبال کی زبان میں اسے خودی قرار دیا۔ ابوالکلام آزاد کے نزدیک اسے انانیت قرار دیا اور پریم چند نے اپنے کرداروں میں انھیں حقیقت شناسی کا نام دیا۔ اور پھر وہ بے پناہ قوت جو باطل سے جا ٹکرائے اقبال نے اس قوت کو مردِ مومن کا نام دیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کہا اور علامہ مشرقی اور چند ربوس کے یہاں جارحیت برق بن کر ابھری۔ اقبال کا پیغام بھی سوئے ہوئے لوگوں کو جگانے کے لیے تھا اور ابوالکلام آزاد کا مقصد بھی یہی تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے ہندوستان کی آزادی کے لیے انگریز کے خلاف تحریر کا جو انداز اختیار کیا تھا وہ کتاب و سنت کا انداز اختیار کرنے کے مترادف تھا۔ اس کے لیے آپ نے بہت عالمانہ خطبات دیے ہیں۔ آپ کا حتمی فیصلہ یہ ہے کہ:

> انسانیت کی منزل جہاں اسلام لے جانا چاہتا ہے انسانیت اور انسانی برادری ہے۔[۱۸]

اس حوالے سے حضرت محمدؐ کی ایک دعا کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ یہ دعا حضرت محمدؐ کے روزمرہ معاملات میں شامل تھی۔ یہ دعائیہ کلمات اس آخری عبارت پر ختم ہوتے ہیں۔ " ان العباد کلھم اخوۃ "مولانا ابوالکلام آزاد نے ہندوستان کے مسائل کا حل پیش کیا تھا۔ وہ مسائل کل بھی تھے اور عصرِ حاضر میں بھی ہندوستان کو

ان کا سامنا ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ آپ نے ہندوستانی مسلمانوں کو سیدھا راستہ دکھاتے ہوئے "الہلال" کے مقاصد کے سلسلے میں کہا تھا:

> پس مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ جائز آزادی کے حصول کے لیے کوشش کریں اور پارلیمنٹری حکومت انھیں جب تک نہ مل جائے اپنے اصولِ مذہبی کی خاطر چین نہ لیں۔[۱۹]

اقبال بھی ایک مخلوط معاشرے کے باشندے تھے اور ان کی قیادت فرما رہے تھے۔ اقبال نے بھی اپنے فکری تصورات میں وسعت پیدا کی۔ یہ فکرِ اقبال کا اہم ترین نکتہ ہے۔ اقبال نے "جاوید نامہ" میں "آں سوئے افلاک" پر کچھ باتیں شاہ ہمدان سے کی ہیں۔ اقبال پوچھتے ہیں کہ آپ صاحبانِ بصیرت ہیں اور ہم غریب ہیں۔ حکمران ہم سے خراج مانگتا ہے اور تخت و تاج کی حیثیت کیا ہے؟ شاہ ہمدان جواب میں کہتے ہیں کہ دو آدمیوں کے علاوہ کسی اور کو خراج دینا حرام ہے۔ صاحبِ اقتدار اہلِ ایمان ہو۔ اصولوں کے مطابق حکمرانی کرتا ہو۔ یا خراج کا حق دار وہ ہے جو باطل قوتوں کے خلاف طوفانی ہوا بن کر اٹھے۔ مرادیہ ہے کہ ظلم اور جبر کے خلاف ایسا بند باندھے کہ رعایا کو سکھ کا سانس آئے۔ آج ہمارا معاشرہ ہی نہیں پوری دنیا بدامنی کا شکار نظر آتی ہے۔ احترامِ آدمیت کا فقدان ہے۔ گام گام پر چھینا جھپٹی۔ الفت کا بھی کال نظر آتا ہے۔ نفرت کا جنجال ہے۔ کسی کو اتنی فرصت نہیں ہے کہ مرجائیں تو بخشش کے دو بول ہی بول دے۔ ان حالات میں اقبال نے احترامِ آدمیت کا ترانہ پڑھا۔ جب تک احترامِ آدمیت کی روایت زندہ رہے گی اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کا نام بھی پائندہ رہے گا۔ اس میں لوح و قلم کا اختلاف تو ہوسکتا ہے مگر خلوص و محبت کی کمی کسی طرح نہیں دیکھی جا سکتی۔ پروفیسر عبدالحق علم و تہذیب کے پیکر ہیں۔ آپ نے کسی بھی تعصب سے دامن بچا کر اپنے افکار و نظریات کا اظہار کیا ہے۔ اس اظہار میں کسی خوف، لالچ اور دانش وری کی گنجائش نہیں ہے۔ پروفیسر عبدالحق کا شمار اردو زبان و ادب اور اقبالیات کے محققین میں ہوتا ہے۔ اردو دنیا میں جب بھی ماہرین اقبال کی تاریخ لکھی جائے گی، ان کا نام صفِ اول میں شمار کیا جائے گا۔ ان کی علمی وادبی خدمات میں تالیف، ترجمہ، تنقید اور تحقیق شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے اردو، ہندی اور انگریزی سے تراجم بھی کیے ہیں۔ انھوں نے اسلامیات سے متعلق موضوعات پر بھی مضامین لکھے ہیں۔ تنقید و تحقیق میں انھوں نے سخت رویہ اپنایا اور صحیح متن کو پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ موصوف کا خیال ہے کہ غلطیاں ضرور ہوئی ہوں گی لیکن انھوں نے جو شواہد اور دلائل پیش کیے ہیں ان میں وزن بھی ہے اور وقار بھی۔

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

ماحصل

پروفیسر عبد الحق اردو زبان و ادب اور اقبالیات کے ماہر ہیں۔ آپ کی تصانیف بین الاقوامی سطح پر شہرت کی حامل ہیں۔ بہ طور مدون، مرتب، مترجم، نقاد اور بہ طور اقبال شناس آپ کی خدمات انفرادیت کی حامل ہیں۔ آپ کے افکار کا مطالعہ تحقیق و تنقید کی نئی راہوں پر گامزن کرتا ہے۔ آپ کے نزدیک غزل کی سحر آفرینی سے ہر شاعر متاثر ہے۔ اردو زبان کی حرمت کے بارے میں آپ کے خیالات کو آفریں باد کہنا اردو کی تحسین ہے۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ اردو کے علاوہ قومی اتحاد کی ترجمانی کسی دوسری زبان کا نوشہ تقدیر نہ بن سکی۔ آپ کے نزدیک تخلیق اور تنقید کے تمام ذرائع جلوہ نمائے حق کے مصدر اور مظہر ہیں۔ فن پارے کی پرورش ثقافتی قدروں کے احترام کے بغیر ممکن نہیں آپ کے نزدیک یک جہتی کی فکری تعبیریں اقبال کے توسط سے ہمیں شرف یاب کرتی ہیں۔ پروفیسر عبد الحق کا کہنا ہے کہ الفاظ کا فکر کے شایانِ شان ہونا ضروری ہے۔ آپ کے تنقیدی خیالات سے یہ بات واضح ہے کہ تحقیق و تخلیق کی ذمے داریاں خونِ جگر کی طلب گار ہیں۔ اردو زبان و ادب کی خدمات میں آپ رشید احمد صدیقی اور مولانا ابو الکلام آزاد کی خدمات کے معترف تھے۔ ان صاحبان کو اردو زبان و ادب سے بہت عقیدت تھی قلمی جد و جہد میں ان کا کردار بے مثال ہے۔ ان کی نسبت سے اردو نثر کو نیا رنگ و آہنگ میسر آیا۔ پروفیسر عبد الحق کے فکری تدبرات اردو زبان و ادب کے فروغ میں مثلِ آفتاب ہیں۔ یہ روشن چراغ کی صورت اساتذہ اور طلبا کی قیادت و راہنمائی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ پروفیسر عبد الحق کے فکری تدبرات کا مطالعہ قارئین کو اردو زبان و ادب کے جدید اسلوب سے آگہی فراہم کرتا ہے۔

حواشی

۱۔ پروفیسر عبد الحق، اقبال کا حرف شیریں، (نئی دہلی: اصیلا پریس، دریا گنج، ۲۰۱۴ء)، ص ۲
۲۔ ایضاً، ص ۷۰
۳۔ ایضاً (مرتب)، سوز و گداز زندگی، ایضاً، ۲۰۱۹ء، ص ۹
۴۔ ایضاً (مرتب)، تنقیدی تصورات، (نئی دہلی: سٹی پرنٹ (پ) لمیٹڈ، شاہجہاں آباد، ۱۹۹۴ء)، ص ۹۶
۵۔ ایضاً، اقبال اور آرزوئے انقلاب، (دہلی: ایچ ایس آفسیٹ پرنٹرس، ۲۰۲۰ء)، ص ۲۸

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025 ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

۶۔ ایضاً، اقبال کا حرف شیریں، ص ۷۳

۷۔ ایضاً، اقبال: شاعر رنگیں نوا، (نئی دہلی: اصیلا پریس، دریا گنج، مئی ۲۰۰۹ء)، ص ۸۱

۸۔ ایضاً، اقبال جہاں دوست، (نئی دہلی: اقبال اکیڈمی، ۲۰۲۴ء)، ص ۱۴۲

۹۔ ایضاً، اقبال اور اقبالیات، (سری نگر: میزان پبلشرز، بٹہ مالو، ۲۰۰۹ء)، ص ۹۹

۱۰۔ ایضاً، تبریک اور تبصرے، (نئی دہلی: اصیلا پریس، دریا گنج، ۲۰۱۲ء)، ص ۹

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۴

۱۲۔ ایضاً، ارباب نظر، مرتبہ: ڈاکٹر ایس اقبال قریشی، (نئی دہلی: اصیلا پریس، دریا گنج، ۲۰۱۸ء)، ص ۸

۱۳۔ ایضاً، ص: ۶۴

۱۴۔ علامہ محمد اقبال، تجدید تفکر اسلامی، (Reconstruction of Islamic Religious Thought in Islam)، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، (لاہور: عکس پبلی کیشنز، ۲۰۲۳ء)، ص ۱۱

۱۵۔ پروفیسر عبد الحق، رشید احمد صدیقی کا ثقافتی منظر نامہ، (نئی دہلی: اصیلا پریس، دریا گنج، ۲۰۱۰ء)، ص: ۶

۱۶۔ ایضاً، متن شناسی، نئی دہلی: اصیلا پریس، دریا گنج، ۲۰۱۶ء، ص ۱۶

۱۷۔ ایضاً، شبلی اور معاصرین، ابوالکلام آزاد کے افکار عصری تناظر میں، (نئی دہلی: اصیلا پریس دریا گنج، نومبر ۲۰۱۴ء)، ص ۱۲۵

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۲۸

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۲۹

مآخذ

۱۔ اقبال، محمد، علامہ، تجدید تفکر اسلامی، (Reconstruction of Islamic Religious Thought in Islam)، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، لاہور: عکس پبلی کیشنز، ۲۰۲۳ء

۲۔ عبد الحق، پروفیسر، اقبال کا حرف شیریں، نئی دہلی: اصیلا پریس، دریا گنج، ۲۰۱۴ء

۳۔ ____ (مرتب)، سوز و گداز زندگی، ایضاً، ۲۰۱۹ء

۴۔ ____ (مرتب)، تنقیدی تصورات، نئی دہلی: سٹی پرنٹ (پ) لمیٹڈ، شاہجہاں آباد، ۱۹۹۴ء

۵۔ ____، اقبال اور آرزوئے انقلاب، دہلی: ایچ ایس آفسیٹ پرنٹرس، ۲۰۲۰ء

۶۔ ____، اقبال: شاعر رنگیں نوا، نئی دہلی: اصیلا پریس، دریا گنج، ۲۰۰۹ء

۷۔ ____، اقبال جہاں دوست، نئی دہلی: اقبال اکیڈمی، ۲۰۲۴ء

۸۔ ____، اقبال اور اقبالیات، سری نگر: میزان پبلشرز، بٹہ مالو، ۲۰۰۹ء

۹۔ ____، تبریک اور تبصرے، نئی دہلی: اصیلا پریس، دریا گنج، ۲۰۱۲ء

۱۰۔ ____، ارباب نظر، مرتبہ: ڈاکٹر ایس اقبال قریشی، ____، ۲۰۱۸ء

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۱۔ ____، رشید احمد صدیقی کا ثقافتی منظر نامہ، ____، ۲۰۱۰ء

۱۲۔ ____، متن شناسی، ____، ۲۰۱۶ء

۱۳۔ ____ شبلی اور معاصرین، ابوالکلام آزاد کے افکار عصری تناظر میں، ____، ۲۰۱۴ء

Bibliography:

1. Abdul Haq, Prof., Iqbal ka Harf-e-Shirin, New Delhi: Aseela Press, Darya Ganj, 2014.
2. ____, (Ed.), Soz-o-Gudaz-e-Zindagi, ____, 2019.
3. ____, (Ed.), Tanqidi Tasawwurat, New Delhi: City Print Pvt. Ltd., Shahjahanabad, 1994.
4. ____, Iqbal aur Arzu-e-Inqelab, Delhi: H. S. Offset Printers, 2020.
5. ____, Iqbal: Sha’ir-e-Rangin Nawa, New Delhi: Aseela Press, Darya Ganj, 2009.
6. ____, Iqbal Jahan-e-Dost, New Delhi: Iqbal Academy, 2024.
7. ____, Iqbal aur Iqbaliyat, Sri Nagar: Mizan Publishers, Batta Malo, 2009.
8. ____, Tabreek aur Tabsarey, New Delhi: Aseela Press, Darya Ganj, 2012.
9. ____, Arbab-e-Nazar, Ed. by Dr. S. Iqbal Qureshi, ____, 2018.
10. ____, Rasheed Ahmed Siddiqui ka Saqafati Manzarnama, ____, 2010.
11. ____, Matn Shanasi, ____, 2016.
12. ____, Shibli aur Ma’asireen, Abul Kalam Azad kay Afkar Asr Tanazur mein, ____, 2014.
13. Iqbal, Muhammad, Allama, Tajdeed-e-Tafakkur-e-Islami, (Reconstruction of Islamic Religious Thought in Islam), Trans., by Prof. Dr. Muhammad Asif Awan, Lahore: Aks Publications, 2023.